رئیس احمد جعفری

# تاثرات

ماہنامہ "فاران" کراچی بابت اکتوبر ۵۸ء نے "ایک ہدایت یافتہ چوہدری کا مکتوب ایک گمراہ چوہدری کے نام" شائع کیا ہے۔ اس طویل مکتوب پر اڈیٹر صاحب نے ایک نوٹ بھی درج فرمایا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں:

اس مکتوب سے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ کیسے کیسے اہلِ فکر و بصیرت جو انشاپردازی کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں گوشۂ گمنامی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ فاضل مضمون نگار کی کسی تشریح اور توجیہہ سے بعض اہلِ علم اور خاص طور سے علمِ حدیث کے مبصرین حضرات کو اختلاف ہو۔ مگر مجموعی طور پر یہ مکتوب متوازن اور مدلّل ہے اور سنّتِ رسولؐ کی حجیّت دینی کے ثبوت میں ایک بصیرت افروز دستاویز ہے۔

یہ "مکتوب" جس کی مدیر صاحب فاران نے اتنی مدح و ستائش فرمائی ہے مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی کی کتاب "مقامِ سنّت" کے صفحات سے سرقہ کر کے لکھا گیا ہے جس کی تفصیل ذیل کے حاشیہ میں درج کی جا رہی ہے۔[۱]

---

۱؎

| فاران صفحہ | فاران سطر | مقامِ سنّت صفحہ | مقامِ سنّت سطر |
|---|---|---|---|
| ۲۰ | ۱۹ سے ۲۴ تک | ۴۴ | ۱۰ سے ۴۲ تک |
| ۲۱ | ۱۱ ″ ۱۶ ″ | ۹۳ | ۱ ″ ۱۸ ″ |
| ″ | ۱۷ ″ ۲۷ ″ | ۹۸ | ۲۳ ″ ۲۵ ″ |
| | | ۹۹ | ″ ۲۳ ″ |
| ″ | ۲۸ ″ ۲۹ ″ | ۴۶ | ۲۲ ″ ۲۴ ″ |
| ۲۲ | پورا صفحہ | ۴۶ | تمام صفحات |
| ۲۳ | ″ | ۴۷ تا ۵۲ | |
| ۲۴ | ۱ سے ۳ تک | ۵۳ | ۱ سے ۸ تک |
| ″ | ۴ ″ ۱۶ ″ | ۵۸ | پورا صفحہ |
| | | ۵۹ | ۱ سے ۱۰ تک |
| ″ | ۱۷ ″ آخر تک | ۷۰ | ۷ ″ آخر تک |
| ۲۵ | ۱ ″ ۳ ″ | ۷۱ | ۱ ″ |
| ۲۵ | ۴ ″ ۱۱ ″ | ۸۱ | ۱۹ ″ آخر تک |
| ۲۶ | ۱ ″ ۳ ″ | ۸۲ | ۱ ″ ۱۹ تک |

اس ضمن میں یہ بات پیش نظر رکھیے گا کہ یہ اقتباسات حرف وہ ہیں جہاں لفظاً لفظاً پوری کی پوری عبارت کا سرقہ کیا گیا ہے - ورنہ جہاں "مقامِ سنت" کی طویل عبارت کو مختصر کر دیا گیا ہے یا خاص خاص جملے ادھر ادھر سے لیکر نقل کئے گئے ہیں ان کو ہم نے قصداً چھوڑ دیا ہے - آپ پوری کتاب اور یہ مکتوب (صفحہ ۲ تا آخر) پڑھ جائیں تو آپ کو خود علم ہو جائے گا کہ یہ کہاں سے کس کس طرح اڑایا گیا ہے -

اب سوال یہ ہے کہ صحافی تقاضوں کے مطابق مکتوب نگار صاحب کو حوالہ دینا چاہیئے تھا یا نہیں - اگر انہوں نے حوالہ دیا تھا تو اسے درج نہ کرنا خود مدیر فاران کی دیانت کے خلاف ہے اور اگر حوالہ نہیں دیا تو مکتوب نگار کا سرقہ ثابت ہے -

دوسرا سوال یہ ہے کہ خود "مقامِ سنت" اور اس کے مصنف کے متعلق مدیر فاران کی اب کیا رائے ہے؟ اگر ان کا گراں قدر نوٹ مکتوب نگار کے لیے ہے تو سارق کی تعریف ان ہی کو مبارک ہو اور اگر یہ نوٹ "مقامِ سنت" کے مصنف کے حق میں جاتا ہے تو ادارہ ثقافت اسلامیہ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے -

ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ فاران کے مکتوب نگار صاحب نے "مقامِ سنّت" کے مذکورہ بالا تمام اقتباسات حجیتِ حدیث کی تائید میں پیش فرمائے ہیں لیکن ماہنامہ رحیق لاہور، جو ترجمان اہل حدیث ہے اکتوبر ۵۸ء کے شمارہ میں یوں گوہر فشاں ہے :

> مگر "ثقافتِ اسلامیہ" کا جو ادارہ حدیثِ پاک کے خلاف آئے دن زہر اگلتا اور اس کے غیر محفوظ ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتا رہتا ہے اور جس نے انکار حدیث کی تبلیغ میں ایک مستقل کتاب "مقامِ سنّت" نامی شائع کی ہے .....

اب یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے کہ فاران اور رحیق میں کون سچا ہے ؟ ہم صرف اتنا عرض کر سکتے ہیں کہ یہ دونوں علمی تہی دستی کے علاوہ گروہی تعصب میں بھی مبتلا ہیں اور کتابیں پڑھے بغیر ہی اپنی رائے دے دیا کرتے ہیں، اور خاص بات یہ ہے کہ جو بات ان کی پارٹی کے کسی فرد کی زبان سے نکلے اس پر یہ "مرحبا" "سبحان اللہ" کے نعرے بلند کرتے ہیں اور اگر لکھنے والے کا شمار فرقۂ اہل حدیث یا فرقۂ صالحین میں نہ ہو تو اس کی ہر بات پر تنقید اور تعریض فرماتے ہیں - اور پھر لطف یہ ہے کہ کبھی دلیل سے بات نہیں کرتے صرف طعن تشنیع سے ہی اپنی علمی تہی دامانی کے خلا کو پُر کر لینا کافی سمجھتے ہیں - اس کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیے - اسی فاران کے صفحہ ۲ پر ارشاد ہوتا ہے :

> ایک مسلمان عالم کے اس انجام کو دیکھ کر دل لرز اٹھتا ہے کہ سب سے پہلے تو وہ ایک دینی جماعت سے اپنا تعلق توڑتا ہے - پھر وہ روزی کمانے کی خاطر ایک ایسے ادارے سے وابستہ ہو جاتا ہے جس کے مزاج میں "تجدّد و تفرنج" رچا ہوا ہے - اس کے بعد یہ عالمِ دین مسائل میں "اباحیت" کے

مسلک کو رواج دینے اور جائز ٹھہرانے کے لیے قرآن و احادیث سے دلیلیں فراہم کر کے متفرجین کے مورچے کو مسلح اور مضبوط بناتا ہے اور پھر اس سطح تک آجاتا ہے کہ مزامیر اور گانے بجانے کو مباح ہی نہیں سنّتِ رسول ٹھہرا دیتا ہے کہ جس کا ترک جیسے کسی اسلامی شعار کے ترک و ضیاع کے مترادف ہو۔ یہ ہیں شیطان کی وہ چالیں کہ جو کتاب و سنّت اور سلف صالحین کے اقوال کی آڑ میں گمراہیاں پھیلاتی ہیں۔ ایسی گمراہیاں جن کا توڑ آسانی سے نہیں ہو سکتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔

فرمایئے کہیں کتاب و سنّت سے کوئی استدلال بھی آپ کو نظر آتا ہے۔ ذرا خُردبین لگا کر پھر دیکھئے۔ شاید کوئی آیت، کوئی حدیث یا قول فقہا نظر آجائے۔ جو چیز نظر آسکتی ہے وہ صرف جماعتی تعصّب ہے۔ یعنی جب تک ان کی "دینی جماعت" کے رجسٹر میں آپ کا نام درج ہے آپ صالح ہیں اور جہاں اس سے مستعفی ہوئے اسی آن ہیٹ کے پجاری اور فاسق بن گئے۔ ایک بات اگر آپ فرمائیں تو نفرین و تنقید کا بے دلیل انبار لگا دیا جائے اور بالکل وہی بات ان کی پارٹی کا امیر کہہ دے تو صفحے کے صفحے آفریں کہنے میں سیاہ ہو جائیں۔

آپ جانتے ہیں یہ "مسلمان عالمِ دین" کون ہے؟ یہ ہیں مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی۔ یہ اُس وقت "ایک دینی جماعت" پر ایمان لائے تھے جب مدیر فاران بمبئی کی گلیوں میں فلم سازوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے تھے اور ان کی پروازِ سخن اس سے زیادہ نہ تھی کہ

میرا میکہ ہو یا سسرال مجھ کو دونو طرف کا ہے خیال

یہ عالمِ دین اس دینی جماعت سے صرف وابستہ ہی نہ تھے بلکہ اس کے بانیوں میں ہیں۔ لیکن ان کی بصیرت نے بہت جلد بھانپ لیا کہ یہ دینی جماعت کوئی دینی جماعت نہیں محض ایک سیاسی جماعت ہے جو ہوسِ اقتدار کی ماری ہوئی ہے اور دین کو محض حصولِ معاش و اقتدار کے لیے "آڑ" بنایا ہے۔ اس عالمِ دین کی دوربین نگاہوں نے اُسی وقت اس حقیقت کو تاڑ لیا تھا جسے دوسرے "صالحین" سولہ سترہ سال کے بعد سمجھنے کے قابل ہوئے اور جسے مدیر فاران اب بھی نہیں سمجھ سکے ہیں۔

مدیر صاحب فاران کی صحافی دیانت ملاحظہ ہو کہ اندازِ تحریر ایسا رکھا ہے کہ گویا اس دینی جماعت سے اپنا تعلق توڑا ہی اس لیے کہ روزی کی خاطر فی الفور ایک ایسے ادارے سے وابستہ ہو جائے جس کے مزاج میں تجدّد و تفرنج رچا ہوا ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اس دینی (در اصل خالص سیاسی) جماعت سے تعلق توڑنے کا واقعہ ۱۹۴۲ء کا ہے اور ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ سے وابستگی ۱۹۵۳ء میں ہوئی ہے۔ اس درمیان میں تقسیم ہند ہوئی اور بڑے بڑے انقلابات آئے۔ اور ادارے کا خارجی وجود تو الگ رہا اس کا ذہنی وجود بھی نہ تھا۔ مگر مدیر فاران کی بے خبری یا "تلبیس" ملاحظہ ہو کہ اس دس بارہ سالہ عرصے کا ذکر وہ اس انداز سے کر رہے ہیں جیسے دینی جماعت سے قطعِ تعلق

اور ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ سے وابستگی میں زیادہ سے زیادہ چیذمنٹ کا فاصلہ ہوگا۔ بایں ہمہ آپ کچھ بولنے کا حق اس لیے نہیں رکھتے کہ یہ معاملہ صالحین اور مزاج شناسانِ رسول کا ہے۔

مدیر فاران کو جب یہ معلوم ہوگا کہ جس مکتوب کو "بصیرت افروز دستاویز" اور خدا جانے کیا کیا لکھ چکے ہیں وہ تو اسی گمراہ کن کتاب "مقامِ سنّت" کا سرقہ ہے اور جب انہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ یہ کتاب مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی کی تصنیف ہے، جو "اسلام اور موسیقی" کے بھی مصنّف ہیں اس وقت مدیر فاران کی گھبراہٹ دیکھنے کے قابل ہوگی لیکن آپ گھبرائیں نہیں ع انہیں تفسیر بھی آتی ہے اپنا مدعا کیئے ___ آپ دیکھیں گے کہ اس کے بعد وہ ایسی شاعرانہ تاویل فرمائیں گے کہ کم از کم صالحین تو ایک بار جھوم ہی جائیں گے۔

بات صرف اتنی ہی نہیں کہ ایک بات اگر ان کی پارٹی کا کوئی فرد کہے تو اسے سراہا جائے اور وہی بات کوئی دوسرا کہے تو اس پر ملامت کی جائے۔ اتنا ہی ہوتا تو غنیمت تھا۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ دوسرا معقول سے معقول بات کہے تو یہ حضرات اس کا تمسخر اڑاتے ہیں اور ان کی جماعت کا کوئی فرد گھٹیا سے گھٹیا اور مہمل بات بھی کہے تو اس کی تائید میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں ___ اگر بالکل ہی مہمل اور بیہودہ سی بات ہو جب بھی یہ لوگ خاموش ہی رہتے ہیں کیونکہ اپنی پارٹی کے آدمی نے کہی ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ ان کی پارٹی کے سرگروہ نے

(۱) متعہ کو جائز کیا

(۲) استمنا بالید کو مباح قرار دیا۔

(۳) جھوٹ بولنے کو مصلحتاً نہ فقط جائز بلکہ واجب بھی لکھ دیا

(۴) لامحدود جاگیرداری کو عین اسلام ثابت کر دیا

(۵) زکوٰۃ کی رقم کو الکشن میں لگانے کا فتویٰ صادر کیا اور دلیل یہ ہے کہ جہادِ کشمیر تو کوئی جہاد نہیں اصل جہاد الیکشن ہے۔

اور ان تمام لغو مسائل کو اپنے زعم میں قرآن و حدیث سے مبرہن بھی فرما دیا ہے لیکن ذرا مدیر فاران سے دریافت کیجئے کہ ان مخرب اخلاق و دین مسائل سے تمہارے کانوں پر جوں رینگی؟ تم نے کبھی ان مسائل کے خلاف کچھ لکھ کر اپنی جرأت ایمانی کا ثبوت دیا؟ ___ آپ دیکھیں گے ان تمام سوالات کا جواب کامل نفی میں ہوگا۔ انہوں نے اپنے ایک پرائیویٹ خط میں تو ان مسائل سے بیزاری کا اظہار کیا ہے لیکن اسے لکھ نہیں سکتے۔ ورنہ جماعت سے نکال دیئے جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ وابستگی کس چیز کی خاطر ہے۔ لیکن ان کے خیال میں تو صرف وہی پیٹ کا بندہ ہوتا ہے جو ان کی جماعت سے الگ ہو جائے۔

درازدستیٔ ایں کوتہ آستیناں بیں

---